

نامق کمال اور ان کے افکار

مکانیکی نظریہ کا اعلان کیا گیا تھا جو دنیا کے لمحبین کے درمیان معمولی تھا۔

لارسون ایڈیشنز نے اپنے خلائق انسانیت کی تاریخ کے بیان میں اسی نظریہ کے

مکانیکی نظریہ کا اعلان کیا ہے۔ (۲)

لارسون ایڈیشنز نے اپنے اعلان میں اسی نظریہ کے مطابق مذکور ہے کہ

ایک مذکورہ ریاضیاتی نظریہ کا نامق کمال صولت اور ان کے نتائج کا

دینی فلسفہ نہیں بلکہ ایک مکانیکی نظریہ ہے جو انسانیت کے مسجدیتیں اور ائمہ

ترکی میں جدید اصلاحات کا آغاز انہار ہوئیں صدی کے نصف اول میں

سلطان احمد ثالث (۱۷۰۳ء تا ۱۷۳۰ء) کے زمانہ میں ہوا۔ یہ اصلاحات زیادہ تو

فوجی تعلیم، تنظیم اور سفن جنگی کے متعلق تھیں۔ علاوہ ازقی بر میں پہلا

چھٹاپہر خلیفہ بیعنی ائمہ زمانے میں قائم ہوا۔ اصلاحات کے اس پہلے دور میں

خوشیت یہ تھی کہ حکومت میں کے نقاد میں علماء نے نمایاں طور پر حصہ لیا تھا۔

چنانچہ ۱۷۳۰ء میں جب آجیتیرلک ہی تعلیم کا پہلا مدرسہ قائم ہوا تو اس

میں العبرا اور جامیشوری کے سخاںیں علماء پڑھاتے تھے۔

اصلاحات کے دوسرے دور کا آغاز سلطان سلیمان ثالث (۱۷۸۹ء تا ۱۸۰۷ء)

کے زمانے میں ہوا اور آخرتام ۱۸۲۶ء میں اس وقت ہوا جب سلطان عبدالحید

خان ثانی (۱۸۷۶ء تا ۱۹۰۹ء) بر سر اقتدار آئے۔ یہ اصلاحات سلیمان ثالث،

سلطان محمود ثانی (۱۸۰۸ء تا ۱۸۴۹ء) اور سلطان عبدالحسید اول (۱۸۴۹ء

تا ۱۸۶۱ء) اور ان کے وزیروں اور عہدیداروں کے ذریعہ عمل میں آئیں۔

ان وزیروں میں مصطفیٰ رشید پاشا (۱۸۰۰ء تا ۱۸۵۸ء) فواد پاشا (۱۸۱۵ء

تا ۱۸۶۹ء) عالی پاشا (۱۸۱۵ء تا ۱۸۲۱ء) اور مدتخت پاشا (۱۸۲۲ء تا

۱۸۸۳ء) کے نام نمایاں ہیں۔ یہ دور جس میں ان وزیروں کے ذریعہ اصلاحات

عمل میں آئیں ترکی کی تاریخ میں ”عہد تنظیمات“ کے نام سے مشہور ہے۔

دور تنظیمات کا آغاز ۱۸۳۹ء میں پہلی دستوری اصلاحات کے نفاذ سے ہوا۔

اول نے ۱۸۴۲ء میں اصلاحات پیش کی فرطی اور توک پارلیمنٹ کے ترقی میں
ہو ختم ہو گیا جو ایک ممالک پہلے قائم ہوئی تھی تو اسے ترقی کے قریبی مغلقات
اصلاحات کے اس دوسرے دور میں یورپ سے ترقی کے قریبی مغلقات
قائم ہوئے۔ ویانا پرس اور لندن وغیرہ میں اولین ترکی سفارت خانے قائم ہوئے۔
فوجی اصلاحات کے ساتھ ساتھ، انتظامی، عدالتی اور تعلیمی شعبوں میں بھی
اصلاحات کی گئیں۔ مغربی طرز کے سیکولر مدرسے قائم کئے گئے جن میں اسلام
کی دینی حیثیت کو پہلی مرتبہ نظر انداز کیا گیا اور استانبول میں پہلی یونیورسٹی^۱
قائم کی گئی۔ انجار اور رسالے جاری کئے گئے اور فرانسیسی کتابوں کے ترکی
میں پہلی مرتبہ ترجیح کئے گئے۔ ایسا سوال نہ ہے کہ اسے کیا کہا جائے
اصلاحات کے اس دوسرے دور میں جمیں، جمیں کا آشی خحمد علیہ، مظلومات
کہلاتا ہے ترکوں کے افکار پر اسلام کے اترات گھرے تھے۔ لیکن اب یہ طبقات
پیش ریج کم ہوئے جا رہے تھے۔ تی اصلاحات علماء کی جگہ ان شرک مذکوروں
اور رہنماؤں کے ذریعہ نافذ کی جا رہی تھیں جو سفارت یا دوسرے فرائض
کی ادائیگی کے سلسلے میں سلیمان ثالث کے زمانے سے یورپ بھیجے جائے لگے تھے۔
یہ لوگ اپنے ساتھ ترکی میں مغربی افکار بھی لے چکے اور مدرسون کے لئے مغربی
تعلیم اور ماہر بھی۔ ان نے مدرسون اور سرکاری مخدیداروں نے علماء سے
تعلیمی اور سیاسی زندگی سے تقریباً بے دخل کر دیا۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ
شیخ الاسلام عارف حکمت (۱۷۸۶ء تا ۱۸۰۹ء) کی موت کے بعد جوئی میں
حقیقی علماء ختم ہو گئے عارف حکمت آخری سلطان اور ہائر شاختم تھے جنہوں نے
محمد ثانی کے دور میں نئی اصلاحات کے نفاذ میں سلطان کی مدد کی تھی۔ (۱)
قدیم دینی مدرسون میں سچھانہ جد سکی تھی کہ وہ مجدد کنگریز ہی

۱۔ تحریک میں جدید اصلاحات کے اچھائیں کوں میں علماء کے کوہار نکلے ہیں اور اکیلہ کی ختنہ چوہنڈا ہوئیں
کی کتاب The genesis of Young Ottoman Thought ۱۸۷۵ء تا ۱۸۸۵ء

تعلق ہو گئے تھے وعلیٰ جدید مدرسوں کیلئے ریعہ لجیں سین۔ اسلام کی بجائی مغربی انکار کو بنیادی اہمیت حاصل نہیں تھی بود۔ اسلامی تعلیمات ہے محروم ہو گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جس طرح دینی مدرسون کے تعلیم یافتوہ علماء جدید علوم سے ناواقفیت کی وجہ سے تقدامت پسندی کا شکار ہو گئے تھے اسی طرح نئے مدرسون کے تربیت یافتوہ طلبہ مغربیت کا شکار ہو گئے اور ان کو اسلام سے عقیدت تو رہی لیکن ان کے انداز فکر میں اسلام کو بنیادی اہمیت حاصل نہ رہی۔ مذہب اپنے تعجبی معاملہ بتا جا رہا تھا۔

ترکوں کی جدید فکر پر فرنی میسن تحریک کے اثرات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ مشہور ترک ناشر کتب اور مصنف ابوالخیر توفیق (۱۸۳۸ء) تا ۱۹۱۴ء کے مطابق تنظیمات کے پیشتر رہنما فرنی میسن لاج سے تعلق رکھنے تھے۔ ترکی میں پہلا فرنی میسن لاج ۱۸۵۷ء میں بروطانی سفیر نے اور دوسرا لاح فرانسیسی سفیر نے اگرے سال استانیول میں قائم کیا تھا۔ رشید پاشا، فواد پاشا، عالی پاشا، سلطان فاضل پاشا اور مصنف منیف پاشا (۱۸۲۸ء) تا ۱۹۱۴ء ان فرنی میسن لاجوں کے اولین ممبروں میں سے تھے۔ (۱) ایسی صورت میں اگر ان رہنماؤں نے ترکی میں مغربی انداز فکر اور مغربی ثقافت کو فروغ دی تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ فرانس کے عدالتی ضابطوں کو ترکی میں ترجمہ آکرنے اور ان کو سلطنت عثمانیہ کا عدالتی ضابطہ بنانے کی پہلی تجویز بھی فرانسیسی سفیر کی طرف سے آئی تھی اور تنظیمات کے رہنما ترکی کے عدالتی قوانین کو یورپی نمونہ پر بنانے کے حامی تھے۔

سرکاری ملکوں کے باہر توجوہان عثمانی رہنما اس انداز فکر اور انداز زندگی کے خلاف تھے۔ ان کو تنظیمات کے رہنماؤں پر تین پڑے اعتراضات تھے۔

اول یہ کہ "ان رہنماؤں نے مغربی کلچر کے مطبعی اور غیر اخلاقی بہلو اختیار کئے ہیں۔ چنانچہ ضمایہ پاشا نے اپنے مخصوص نبی عثمانی لبر (نقیع عثمانی) مطبوعہ ۱۸۶۹ء میں تنظیمات کے رہنماؤں پر تقدیم کرتے ہوئے لکھا کہ "یہ لوگ مغربیت کا مفہوم یہ لیتے ہیں کہ تہیث قائم رکھنے جائیں، بال روم میں رقص کیا جائیں، بیوی کی بیوفائی کو برداشت کیا جائیں اور مغربی طرز کے بیتالخلا استعمال کیجئے جائیں۔^(۱)

نوجوان عثمانیوں کا دوسرا الزام یہ تھا کہ تنظیمات کے رہنماؤں نے اور خاص طور پر عالی پاشا نے ان بے پایاں امکانات کو فراموش کر دیا ہے جو شریعت نے فراہم کئے ہیں۔

تیسرا الزام یہ تھا کہ تنظیمات کے رہنماء استبدادی طرز حکومت کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔ عالی پاشا خاص طور پر دستوری حکومت اور نمائندگی حکومت کے خلاف تھے اور اگرچہ وہ غیر مسلم آبادی کو تباہ حقوق و برائعت دینا چاہتے تھے لیکن وہ قوی اسٹبلی قائم کرنے کی ہر تعزیک کو کچھ دینا چاہتے تھے۔ ان کی دلیل یہ تھی کہ عثمانی سلطنت مختلف نسلی، لسانی اور مذہبی قویتوں پر مشتمل ہے اس لئے اسٹبلی کے قیام سے ان لوگوں کو بھی نمائندگی مل جائی گی جو سلطنت سے علیحدہ ہوتے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔

ناسق کمال اور نوجوان عثمانیوں کو اگرچہ خط شریف مغل خالہ^(۲) میں دئی ہوئے حقوق اور اصلاحات سے اتفاق تھا لیکن اس اعلان پر ان کو توین اعتراضات تھے:

- ۱۸۳۹ کا وہ اعلان جس سے تورکی میں دستوری اصلاحات کا آغاز ہوا چونکہ قصرِ گلخانہ ہے جاری کیا گیا تھا اس لئے اس کو خط شریفِ مغل خانہ کہا جاتا ہے۔ تنظیمات کا آغاز اسی تاریخ سے ہوتا ہے۔

(۱) بد اصلاحات مغربی ملکوں کو دی ہوئی بڑتینی سماں تھیں اور ان کا اصل مقصد حض عثمانیوں کا تحفظ تھا۔

(۲) اس کے تحت کی جانے والی اصلاحات کو شرعاً اخنوں کا پابند نہیں بنایا گیا۔

(۳) ۱۸۳۰ء کے بعد جو ادارے اصلاحات کو نافذ کرنے کے لئے قائم کئے گئے تھے وہ مغربی نمزوں کے تھے حالانکہ دولت عثمانیہ کے باشندے مغربی فکر اور کالجیز سے تبا آئنا تھا۔ اس کی وجہ سے سرکاری ملازمین میں التشار اور بدنظری پیدا ہو گئی جس کی وجہ سے اصلاحات کو عملی بجائہ نہ پہنایا جاسکا۔ (۱)

نوجوان عثمانیوں کے اسلامی انداز غیر کا اعتراض ترک مصنف شریف ماردین نے ان الفاظ میں کیا ہے:

”اس میں شک نہیں کہ ”اتفاق حمیت“ کے باقی سیاست میں یورپ سے رہنمائی حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن ان کی شدید حب الوطنی نے ان کو اس راستہ پر ڈال دیا کہ وہ عثمانیوں کی مدد سے عثمانیوں کے لئے ایسی اصلاحات کریں جو اسلامی خطوط کے مطابق ہوں۔ (۲)

نامق کمال کی اسلامی فکر

اس پس منظر کے بعد ہم نامق کمال کے نظریات اور افکار کو بہتر طور پر سمجھو سکیں گے جو نوجوان عثمانیوں کے سب سے بڑے ترجمان تھے۔ پروفیسر برکس نیازی اپنی کتاب ”مجموعہ سعاضین ضیاء گوکالب“ (الگریوی) کے مقدمہ میں نامق کمال کے کارنامے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اس میں معاملے میں جس شخص نے جدید صورت حال کی غیر حجت مندی کی تشخیص کی اور اس کو ایک جدید ریاست کے قیام کے واسطے کا سب بڑھنے والوں کا تسلیم کیا وہ نامق کمال تھے۔ انہوں نے ان دینی، اخلاقی اور قانونی اداروں کی اصلی یا مثالی شکل پیش کرنے کی کوشش کی جو اسلام سے مشوب کیتے جاتے ہیں اور قدیم عثمانی روایات کے عروج کے زمانہ کے سیاسی اداروں کی بھی اصلی اور بثال شکلیں پیش کیں اور مغربی تہذیب کے ان پہلوؤں کو بھی نمایاں کیا جن کی وجہ سے مغربی اقوام کو ترقی، فارغ البالی اور فوقیت حاصل ہوئی تھی۔ ان تینوں عناصر پر بعث کر کے وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ ان میں کوئی بنیادی اختلافات نہ تھے، ان کے نزدیک اسلام معاشرہ کی اخلاقی اور قانونی بنیادیں فراہم کرتا ہے۔ ریاستی امور میں عثمانی روایت اور اس کی متعدد قومیتوں اور متعدد سذاہب کے درمیان رواداری کی آفاقی پالیسی کو عثمانی روایت (ترکی ریاست نہیں) کے سیاسی ڈھانچہ کی بنیاد بنا�ا جاتا اور مغربی تہذیب کے وہ مادی اور عملی طریقے اور اسلوب سیکھے جانے جس سے اس نظام کو طاقت اور معاشی ترقی کی همکثر دنیا میں استحکام حاصل ہوتا۔

”اس طرح نامق کمال نے ایسوں صدی کے ترکی کے تینوں خاصروں کو الگ الگ کیا اور ان کے حدود کی نشان دہی کی۔ ان کے خیال میں تنظیمات کی لاکانی کا سب سے بڑا سب ان تین عناصر کے بارے میں ذہنی انتشار تھا۔ مثلاً شریعت یعنی اسلامی قانون کو تو فرانس سے خاطر قانون مستعار لینے کی نظر ترک کر دیا گیا جب کہ تعلیم، حکومت، سائنس، معاشیات اور رزاعت کے سلسلے میں مغربی طریقوں اور اسلوبوں کو جاری تھیں کیا گیا۔

”ترک کو ایک جدید ریاست بنانے کی طفلانہ خواہش میں تنظیمات کے بالیان اصلاحات نے بلا سبب یوروپین طاقتوں کے احسانات معاشی اور سیاسی معاملات میں قبول کئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ریاست، عثمانی اپنی آزادی اور سالیت

کھو بیٹھی۔ انہوں نے تنظیم معاملات میں مجدد جمہوری نظاروں اکا ایک بھی اصول راجع انہیں کہا ہے کہ نہ تو قدم عثمانی سیاسی لدار ہے بلکہ نہ اسلامی قانون میں کوئی بلت ایسی تھی جو جمہوریت یا ترقی یا جدید ماہنسن سے ہم آہنگ نہیں کی جاسکتے۔ (۱)

ترجی جمہوریت کے بانی چونکہ سکولرازم اور مکمل مغربیت اختیار کرنے کے حاوی ہیں اس لئے قیام جمہوریت کے بعد نامق کمال کو ایک خالص ترک قوم پرست، قدامت دشمن اور مغرب پرست کی حیثیت سے پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن جیسا کہ مذکورہ بالا انتباس سے ظاہر ہوتا ہے، حقیقت اس کے برخلاف ہے۔ اب حود ترک مصنف اس کا اعتراف کر رہے ہیں کہ نامق کمال مکمل مغربیت کے علمبردار نہیں تھے۔ تنظیمات کے صد سالہ جشن سالگرہ کے موقع پر ترک زبان میں تنظیمات کے نام سے ۱۹۳۰ء میں ایک کتاب شائع کی گئی تھی۔ جس میں دور تنظیمات کے کارتاوں پر مختلف مصنفوں کے مضامین یکجا کیے گئے تھے۔ ان میں ایک مضمون احسان سنگو کا ہے جو عہد تنظیمات کی علمی تاریخ پر سند کی حیثیت رکھتے ہیں اور اس وقت وزارت تعلیم یہی ملازم تھے۔ اس مضمون میں احسان سنگو نے اس عام خیال کی تردید کی ہے کہ نوجوان عثمانی مکمل مغربیت یک علمبردار تھے۔ انہوں نے اپنے دعویٰ کی تائید میں خامق کمال کے ان مضامین سے جو حریق میں شائع ہوئے تھے طویل اقتباس پیش کر کے بتایا کہ نوجوان عثمانیوں کا یہ ترجمان سیاسی معاملات اور سائل میں اسلامی انداز تکر رکھتا تھا اور اس کی اصلاحات کی تجاویز میں مذہب کو قطعی طور پر بنیادی اہمیت دی گئی تھی۔ (۲)

Berkes, Niyazi: Turkish Nationalism and western civilization P. 17, 18
بعوالہ مسلم سالاک میں اسلامیت اور سرفیت کی کششک از ابوالحسن علی ثانوی ص ۵۲ - ۶۲
(۱) The Genesis of Young Ottoman Thought ص ۷۲

آئیے اب ہم نامق کمال کے انکلوں کا براہ راست ان کی تحریروں کی روشنی میں مطالعہ کریں۔ ان افکار کا دو نقطہ، ہائے نظر پس مطالعہ کیا جاسکتا ہے، اول یہ کہ انہوں نے اسلامی اور سیوی افکار کے دریافت اکس طرح مطابق پیدا کی۔ دوم یہ کہ انہوں نے کن بنیادی سیاسی انکلو سے ترکوں کو مہینہ سے پہلے روشناس کرایا۔

نامق کمال نے جن سیاسی اور اجتماعی مسائل پر اظہار خیال کیا ہے ان کی فہرست طویل ہے۔ شوری، اصول مشروت، حقوق، حقوق عمومی، مدنیت، مساوات، حریت، حریت افکار، وطن، اتحاد اسلام اور عروتوں کے مسائل وغیرہ م موضوعات ہیں جن پر انہوں نے خاص طور پر لکھا ہے۔ مغزی افکار

نامق کمال نے مغربی فلسفے پر خاص طور پر ملیاسی افکار کا وسیع مطالعہ کیا تھا۔ شریف مادرین نے افلاطون سے لے کر ڈیکارت اور لاکت تک رسٹہ پرے زیادہ مغربی مفکرین کے نام دئے ہیں جن سے استفادہ کرنے والے کام خود نامق کمال نے اعتراف کیا ہے۔ (۱) لیکن نامق کمال نے مغربی مفکرین کی آنکھ بند کر کے پیروی نہیں کی بلکہ ان کا تنقیدی نظر سے مطالعہ کیا اور ایسا کرتے وقت انہوں نے بنیاد اسلامی فکر کو بنایا ہے۔

مثال کے طور پر والیر کے مذہب دشمن خیالات سے ان کو اتفاق نہیں تھا۔ نامق کمال کا کہنا تھا کہ ”اخلاقیات کی حیثیت مخف فلسفیانہ قیاس آرائی کی ہے کیونکہ مذہب کے بغیر اخلاق بذات خود انسان کے عمل پر پابندی عائد نہیں کر سکتا“۔ اسلام کے بارے میں والیر کے خیالات کی تردید کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں کہ: ”اسلام سے متعلق والیر کی معلومات مسیحی پادریوں سے حاصل کی گئی ہیں چنانچہ یہ معلومات اتنی ہی غلط ہیں جتنے ان کے مأخذ۔“

لاکہ اور روسو پر تعمیہ کرنے ہوئے ملک کمال نے لکھا ہے کہ وہ اپنے نکر کی بنیاد فوجی شہادت (Emperical Evidence) پر رکھنے میں ناکام رہے۔ اسی طرح الفلاحی سوچائی کے ہمارے میں نامق کمال کو روسو کے نظریہ سے انقاہ نہیں تھا۔^(۱)

فرانسیسی مصنف رینان نے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ اسلام سائنس کی ترقی کی راہ نہیں حائل رہا ہے۔ رینان کے اس خیال نے اسلامی دنیا میں ایک ہنکامہ پیدا کر دیا تھا اور مختلف ملکوں کے علماء نے اس خیال کی تردید میں کتابیں اور مضامین لکھے۔ نامق کمال نے بھی ایک مستقل کتابچہ لکھا جو ”رینان مدافعہ نامہ می“، کہلاتا ہے۔ یہ کتابچہ علیحدہ بھی شائع ہوا اور ”کلمات نامق کمال“، میں بھی شامل ہے۔ اس میں نامق کمال نے دلائل سے ثابت کیا کہ اسلامی تعلیمات میں ایسی کوئی بات نہیں جو سائنس اور ریاضی کے مطالعہ سے مانع ہو۔ مستشرق تھبیڈور مینزل کا خیال ہے کہ دوسرے مسلمان علماء نے رینان کے جواب میں جو کتابیں لکھی ہیں ان کے مقابلے میں نامق کمال کی کتاب زیادہ ثبوتنی دلائل پر مبنی ہے۔^(۲)

نامق کمال کے خیال میں یورپ کی ترقی کی وجہ یہ ہے کہ اہل یورپ نے ہر چیز کی بنیاد تجربہ اور استخراج پر رکھی۔ نامق کمال لکھتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم بھی بھی ہے اور اس کی تائید میں وہ من جملہ اور دلائل کے یہ سنتہور حدیث بھی پیش کرتے ہیں جس میں کہا گیا ہے کہ علم حاصل کرو چاہے جیں تک جانا پڑے۔^(۳)

نامق کمال کہتے ہیں کہ یورپی تہذیب میں بہت سے ایسے دستور و آئین ہیں جن کی ابتدਾ اسلام سے ہوئی لیکن بعد میں ان کی تکمیل یورپ

(۱) - نامق کمال از حکمت دزدار اوغللو (فری بان)

(۲) - اس انکار کو یہاں کہ اسلام جلد دوم مضبوط نامق کمال

(۳) - یہ حدیث نہیں غلط اعتبار سے اس کا شمار موضوعات بلکہ واهیات میں ہوتا ہے (ایضاً)۔

میں ہوئی۔ نامق کمال کے خیال میں مسلمانوں کی بہتی کی وجہ یہ نہیں ہے کہ اسلام میں کوئی خانی ہے بلکہ اس کی وجہ سفید کا جعلیہ ہے جس نے مسلمانوں کو ترقی کرنے کے موقع سے محروم کر دیا۔ اسلامی دیاست کے لئے جدید ترقیوں کو اپنانا ضروری ہے لیکن اس کے لئے اسے سفید کی اندازی قتلہ نہیں کرنا چاہئے اور اپنے اعتقادات، قوانین اور روایات سے دست بردار نہ ہونا چاہئے۔^(۱)

اسلام اور شریعت

نامق کمال مذہب اور سیاست کی علیحدگی کے قائل، نہیں تھے۔ ان کے خیال میں مذہب اور سیاست کی علیحدگی کا تصور مسلمانوں میں منکولوں کے حملے کے بعد پیدا ہوا۔^(۲) وہ شریعت کو قانون فطرت قرار دیتے ہیں جس پر عمل نہ کرنا زوال کا باعث ہو سکتا ہے۔ ان کے خیال میں ہشتمی ترکوں کے زوال کی ایک وجہ یہ ہے کہ آخر دور میں شریعت پر ہمیل ہتھ ہو گیا تھا۔ وہ لکھتے ہیں کہ:

”ہمارے یہاں خیر و شر کا تعین شریعت کرتی ہے۔ علاوہ ازاں شریعت کے اندر بڑے بڑے عملی فوائد بھی مضمرا ہیں۔ جو نکہ اللہ نے قرآن کی تلاوت کا حکم دیا ہے اس لئے ہر شخص ان عام اصولوں سے واقفیت حاصل کر سکتا ہے جو قرآن میں موجود ہیں۔ اگر قوانین ان تمام اصولوں کے مطابق بنائے جائیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر باعمل مسلمان خود بخود بغیر کسی کوشش کے اپنے ملک کے قوانین سے باخبر ہو جائے گا۔ فرانس جیسے ملک میں جہاں قوانین کسی ایسے بنیادی معیار پر سنی نہیں ہیں شہریوں کے لئے یہ ناسکن ہے کہ وہ اپنے قانون سے باخبر ہوں۔^(۳)

Genesis - ۱ ص ۱۲۹

۲ - نامق کمال از حکمت دزدار او گلو

Genesis - ۲ ص ۷۱۵ - ۷۱۶

نامق کمال کا خیال تھا کہ علماء کے طبقہ یہ تنگ نظر عنامر کو
خالج کر دینے کی ضرورت ہے لیکن جہاں تکہ قانون کی روح کا تعلق ہے شریعت
ایک حقیقی رہنمائی سیاست و کہتی ہے۔ ان کے خیال میں جوں چیز کو دستور
کہا جاتا ہے وہ شریعت میں موجود ہے۔

تنظيمات کے دور میں عثمانی قوانین کو شریعت سے الگ رکھنے کی
جو تحریک چل رہی تھی نامق کمال اس کے سخت مخالف تھے۔ وہ لکھتے ہیں :
”اس وقت تک شریعت سے آزاد جو عدالتی قائم تھی گئی ہیں
اور جو قوانین بنائے گئے ہیں ان کا کام اس کے علاوہ اور کیا ہے کہ شریعت
مصدقی کو کمزور کیا جائے۔ کیا یہ عدالتی، شرعی عدالتوں سے زیادہ غیر
جالب دار ہیں؟ اور کیا یہ قوانین شرعی قوانین سے زیادہ مکمل اور یہ عیب
ہیں؟ شرعی قوانین مایک خداشی واحد کے تحفظ میں ہوتے ہیں اور بڑے سے
بڑا جاپ اور قاهر لفڑی میں تبدیلی ہمیں کوئی نکتا۔ وہ ان کو صرف دبا سکتا ہے۔
ہمیں شریعت کے ان معیاروں کے مطابق نجات حاصل کرنا چاہئے۔ (۱)

حکومت، جمہوریت اور بیمادی حقوق

نامق کمال کے خیال میں اقتدار اعلیٰ شریعت کو حاصل ہے۔ وہ کہتے
ہیں کہ ”اگرچہ اقتدار اعلیٰ کا سرچشمہ عوام ہیں لیکن اس کے باوجود
اکثریت کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ شریعت کے خاطر کی خلاف
ورزی کر سکے۔ اکثریت (شریعت کی خلاف ورزی کر کے) ایک ادنیٰ جسمی
بچے کے بال کو بھی نہیں چھو مکتی۔ (۲)

۱۸۶۸ء میں خلافت عثمانیہ کی شورای دولت (کونسل آف اسٹیٹ) کا الفتتاح کرتے وقت سلطان عبدالعزیز نے جو تقریر کی تھی اس پر تنقید کرتے

ہوئے نامق کمال نے اپنے مقصودن «العن بعلو، میں ملکہ بابہ» کے مطلب پر
 «سلطان نے اپنی تقریر میں اسلام کی اس رسمتائی میں کا تذکرہ کیوں نہیں
 کیا جو وہ سیاسی اور میں سُرتا ہے۔ اگر اس سے سلطان کا تقدیم پیدا ہالے
 کہ عثمانی خلافت کے باشندے آج تک سلطان کے خلاف ہوئے ہیں اور وہ محن
 اپنے مراحم خسروانہ ہے ان کی آزادی کو بزرگار سرکھی سلوغ ہے تو پھر ان
 اس خیال سے کبھی اتفاق نہیں کر سکتے کیونکہ ہماری عقیلیت کے مطابق
 عوام کے حقوق، خلائق انسان کی طرح ناقابل تنسیخ ہیں۔ (۱)

نامق کمال نے اپنے نقلات میں تمامی حکومت کی ہر روز حمایت کی
 اور عثمانی سلطنت میں تمامی حکومت قائم کرنے کی ضرورت ہر روز دیتا
 ہے تمامی حکومت کے لئے وہ مشورت، کی اصطلاح انتظام کر رکھے ہیں۔
 عوام کی بالادستی، بنیادی حقوق اور آزادی وہ تصورات ہیں جو نامق
 کمال کے مفہیں میں اسلامی تعلیمات سے حاصل ہوتے ہیں یا چنانچہ یعنی
 کو وہ عوام کی بالادستی سے تعبیر کر سکے ہیں اور اسے حکمران اور
 رعایا کے دریان ایک سماں سمجھئی ہیں۔ اسی طرح تمامی اور چاریں کی
 ضرورت کو وہ قرآن اور حدیث سے ثابت کرنے ہیں۔ برناڑیوس لکھتے ہیں
 کہ نامق کمال، خیام پاشا اور ان کے ساتھیوں نے ان سلطنت میں سورہ آل
 یعنوان کی اس آیت کا جن میں رسول پاک کو بالہنی نیشورہ کر رکھئی تاکید
 کی ہے اس کثیت سے جو اہم ترین تھی کہ اپنے این مددی کے مریت پسند
 مسلمانوں کے لئے ایک سیاسی مسلک کی عیشت مختیار کو کٹی تھی۔ (۲)
 اپنے مقصودن «العن بعلو، میں یہ کہنے کے بعد کہ آزادی عطا ہے»
 خداوندی ہے وہ لکھتے ہیں کہ انت صرف اسی وقت آزادی سے بہرہ ورثا سکتی

ہے جب کہ اسے حقوق مخصوصہ، ایک سلسلہ کا تحفظ دلایا کیا ہو۔ اسے نہیں کیا جائے کہ زبانی میں عامی اسلامی دنیا کے طرح تحریک میں بھی حریت، استقلال، وطن اور ملت کے مقاظہ یا تو مستعمل نہیں تھے یا وہ اس مفہوم سے مختلف مفہوم میں استعمال رکھئے جاتے تھے جس میں آج استعمال کئے جا رہے ہیں ۔ یہ اصطلاحات نامی پر کمال ہی نہیں بلکہ تو اپنی صفتیہ استعمال کیا جائے کہوں کو معمولی عامہ بتا دے۔ لامبے لامبے عبارت اور بڑے بڑے عبارتے یا "حریت" کی مفہوم کے تحت وہ ایک مخصوصہ نامی لکھتے ہیں جسے

"السان آزاد ہے اور اس کو ہمیشہ آزاد رہنا چاہئے۔ انسان کو آزادی پہنچوں کرنا ایسا ہے جیسے اسے غذا پہنچوں کر دیا چائے ۔" نمائندہ اور دستوری حکومت، سکیم پارٹی، میں انہوں نے انہیں مضمون "وشاورہم" میں حسب ذہل خیالات کا اظہار کیا ہے :

"حکمران خود اختار نہیں ہو سکتا اور اصل حکیران عوام ہیں ۔ بادشاہ کو اگر حکومت کیونکے حق حاصل ہے تو یہ اس لئے کہ یہت کے ذریعے عوام نے اس کو وہ حق دیا ہے۔ حکومت نبھی کسی مطابق قوم کا سردار اس کا خادم ہوتا ہے۔" اسی مضمون "اصول مشورت" میں لکھتے ہیں : "اللہ تعالیٰ کو توڑنے کا حق کسی فرد کو حاصل نہیں ۔ ایسا است کا حق ہے جو اس مقتضی کے لئے جمع ہوتی ہے ۔ بالکل یعنی طرح یعنی طرح اللہ کو منتخب کرنے کا حق است ۔ کو حاصل ہے ۔" ملکیت میں نہیں بلکہ اسی مضمون "اصول مشورت" میں وہ لکھی ہے کہ اسلامی ریاست ایک طرح کی جمہوریت ہے۔

"دولت عثمانی کے بغیر دستور کی ہوادھی کا اسلامی قانون ملے گا۔ لفظ حونا ضروری ہے۔ ملاجوہ ازیں دستوری حکومت کا فیلم کوئی بدمخت نہیں ہے۔ یہ ایک ایسا طرز حکومت ہے جس پر حضور مسیح تعالیٰ کی اصلاحات کے نہیں عمل کیا جاتا تھا اور جس کو اب بیوروکریسی کے موجوں دوڑ میں ختم کر دیا گیا ہے۔ عثمانی حکومت Autocracy کے خارجی لباس پر یا وجد ایک جائز اور قانونی حکومت رہی ہے جس میں انتظامی اختیارات سلطان کو حاصل تھے، فوج کو تنظیمہ پر کنٹرول تھا اور قانون سازی علماء کے ہاتھ میں تھی۔

وطن پرستی

وطن سے محبت نامہ کمال کا طرہ استیاز ہے۔ ان کی نظم و لغت دونوں میں وطن سے والہانہ محبت کا اظہار کیا گیا ہے۔ لیکن کیا ان کے ذہن میں وطن پرستی کا وہی سیاسی تصور موجود تھا جو مغرب نے دیا ہے یا ان کا تصور وطن اس سے مختلف تھا؟ معلومات کی کمی کی وجہ سے اس پاٹے میں کوئی رائے دینا ہمارے لئے سکن نہیں۔ حکمت دزدار اوغلو کے خیال میں نامق کمال جدید معنوں میں ایک ترک قوم پرست تھے۔ لیکن جب ہم دیکھتے ہیں کہ نامق کمال نے وطن کے لئے ترک، ملت، عثمانی، قوم اور مذہب کی اصطلاحات بھی استعمال کی ہیں تو اس خیال سے اتفاق کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے کہ نامق کمال نے "وطن" کی اصطلاح سیاسی لحاظ سے انہی معنوں میں استعمال کی ہیں۔ میں مغرب استعمال کرتا ہے۔ ذیل کے اقباسات نامق کمال کے تصور وطن کو سمجھنے میں کماری مدد مکر سکتے ہیں:

ماہر مخصوصون "وطن" میں وہ لکھتے ہیں کہ اس کا مطلب
ہے انسان کو اپنے وطن سے اس لئے رحمت حکیمہ جاہیں کہ ہذا کام سب سے قیمتی عطیہ یعنی زندگی کا آغاز وطن کو ہوا جماں ہمانہ اجنبی سکھ ہوتا ہے۔

میں ان شیو معزز بخود اپر مستعمل تھیں جس کی مدد پر ایک ناتھ کی تواریخ کی کہیں تھے، ماں لکھتے لکھتے جس کے نشاناتھی رکھتا رکھتا یہ طبکار یقین نظریہ تھا یہ مختلف للہوم انسیات کے سچے موجود ہیں وجد میں آتا ہے یعنی علوم اسلامی اخوت، ملکدار خلائقت، تھام احیاء کا احترام، خالیان کی محبت الہ بھیت کی خادیوں یا نیکیوں میں نہ ہے۔

نامق کمال نے وطن کی امن صورت کے ساتھ ہی عناصرِ عثمانی قومیت کا تصور یہ کیا جس میں مخفف لسانی اور مذاہن عوام پر تھا ہو سکیں اور تمام قوموں کو مساوی سیاسی حقوق حاصل ہوں۔ لیکن جب یورپ میں عثمانی سلطنت میں آباد مسیحی قوموں نے اس تصور سے دلچسپی نہیں لی اور اتحاد سلاوی کی طرف مائل ہو کیں تو نامق کمال نے عثمانی قومیت کے نصیر کو ترک کر کے اتحادِ اسلام کا تصور پیش کیا اور عثمانی پارلیمنٹ میں مسلمان علاقوں کے باشندوں کو نمائندگی دینے کا خیال پیش کیا۔ آنے میں انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار "اتحادِ اسلام" کے عنوان کے تحت ایک مضمون میں کیا جو صبرت ۱۸۶۲ء میں شائع ہوا۔

برنارڈ یوس لکھتے ہیں کہ "نامق کمال نے حریت اور وطن کے دو نظریات پیش کیے لیکن وہ اپنی پروجوش وطن پرستی اور لبرل ازم کے باوجود ایک غصی اور سچے مسلمان تھے اور اگرچہ انہوں نے وطن کی اصطلاح استعمال کی لیکن اس سے ان کی مراد اسلامی سلطنت اور عثمانی سلطنت ہے۔" (۱)

بروفیسر عبدالکریم (جولیس) جرمائوس نے اپنی کتاب "ترکوں کی اسلامی خدمات" میں بھی اسی خیال کا اظہار کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ: "نامق کمال آج کل کے بعدنوں میں، قوم پرست نہیں لکھتے بلکہ ایک عثمانی وطن پرست تھے۔ وطن کے ساتھ ان کا تصور یہ تھا کہ مسلمانہ ترکوں

کی سلطنت قائم ہو۔ پھر یہ زمانے میں جس طرح اسلام کی راہ میں جاتبازی کی بدولت اسلام کو عروج نصیب ہوا تھا وہ انہیں مستقبل کے متعلق بھی ہمت دلاتا تھا۔ «الظاهری تفکیر ملکی قدم» اپرستی ملکی معاشر و صاحب مقام تھا کہ انیسویں صدی کے یورپ کے اسلحہ اور طریقوں سے کام لئے کر اسلام کا احیاء فوجی پرہلی سپہ احمد، سپہ جنگی احمد، سپہ جانے۔»

(۱) میں مذکور مقالہ میں ایک مصحت کے نظریات کو مختصر طور پر اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے کہ وہ ترکی زبان کو سادہ بنانا چاہتے تھے، عربی اور فارسی کی نامانوس ترکیبیوں کے استعمال کو ناپسند کرتے تھے لیکن عربی اور فارسی کو ترکی زبان کے لئے ایک قوت قرار دیتے تھے۔ وہ ادب کو زندگی میں تبدیلی لانے کا ایک موثر ذریعہ سمجھتے تھے۔ وہ ترکی زبان کو عربی رسم الخط میں لکھنے والے کی خانیوں سے واقف تھے لیکن عربی رسم الخط کو ترک کرکے لاطینی رسم الخط اختیار کرنے کے حق میں نہیں تھے۔

(۲) میں مذکور مقالہ میں مذکور ہے کہ ایک مصلحتی نیت میں عجائبِ رہا ہے۔



میں مذکور مقالہ میں مذکور ہے کہ ایک مصلحتی نیت میں عجائبِ رہا ہے۔
بسیساں عالمیہ قومیتیہ ع علمیاً و فواداً میں مذکور ہے کہ ۱۸۶۰ء میں ایک ایسا
لارڈ ایڈورڈ مکلسز رہا۔ اس نے اپنے جوڑے کے نامیں ایک دلخیلہ
بھی پیدا کیا۔ اس نے اپنے دوسرے نامیں ایک دلخیلہ بھی پیدا کیا۔ اس نے اپنے
شیخوں کے نامیں ایک دلخیلہ بھی پیدا کیا۔ اس نے اپنے دوسرے شیخوں کے نامیں ایک دلخیلہ
پیدا کیا۔ اس نے اپنے سوچنے والے نامیں ایک دلخیلہ پیدا کیا۔ اس نے اپنے دوسرے سوچنے
والے نامیں ایک دلخیلہ پیدا کیا۔ اس نے اپنے سوچنے والے نامیں ایک دلخیلہ پیدا کیا۔ اس نے اپنے دوسرے سوچنے والے نامیں ایک دلخیلہ پیدا کیا۔